مولانا محمد حفیظ اللہ پھلواروی۔ کراچی

خلفائے بنی اُمیّہ کی رواداری

حضرت معاویہؓ ۴۱ھ ــــــــ تا ــــــــ ہشامؓ ۱۲۵ھ

یہ امر واقعہ ہے کہ مسلمانوں نے اپنے دورِ اقتدار میں اپنی غیر مسلم رعایا کے ساتھ بڑی ہی فیاضی کا سلوک کیا، اور یہ فیاضی خلفائے راشدین ہی کے دورِ خلافت تک محدود نہیں رہی بلکہ ہر زمانہ میں مسلم حکمراں غیر مسلم رعایا کیساتھ بڑی محبت اور شفقت کیساتھ پیش آتے رہے ہیں کیونکہ اسلام نے ان کو تعلیم دی کہ وہ دنیا کے تمام مذاہب کے ماننے والوں کی دلداری کریں۔

بزنطینی حکومت کی عصبیت کے مقابلے میں عربوں کی رواداری دیکھ کر حیرت ہوتی تھی کہ ان کے اثر و رسوخ کے اس سرعت و آسانی سے پھیل جانے کی ایک وجہ ان کی یہ رواداری بھی تھی۔ مشرقی کلیسا کے ایک بڑے رہنما نے عربوں کی فتح کے بعد ہی ایک جگہ لکھا تھا:

"جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ اہل عرب جنہیں آج کل خدا نے دنیا پر حکومت عطا کی ہے ہم میں موجود ہیں۔ لیکن یہ لوگ مسیحیت کے دشمن نہیں بلکہ اس کے برعکس ہمارے مذہب کی تعریف کرتے ہیں: اولیاء اللہ اور پادریوں کا احترام کرتے ہیں اور گرجا گھروں اور خانقاہوں کی امداد کرتے ہیں۔" (فلپ کے ہٹی۔ تاریخ شام بشمول لبنان و فلسطین صـ۵۲۳، صـ۵۲۴ مطبوعہ ۱۹۵۱ء)

مسیحیت کے ان مختلف فرقوں کے حق میں جو مروجہ بزنطینی کلیسا کی نظروں میں کم درجے کے تھے اور جنہیں قانونی حقوق سے محروم رکھا گیا تھا۔ یہ مسلمان خدا کی رحمت ثابت ہوئے۔ خلفائے اسلام اور بادشاہوں کے درباروں میں عیسائی اور یہودی بڑے بڑے درجوں پر فائز تھے۔ (بحوالہ عرب دنیا)

حضرت معاویہؓ ۴۱ھ ـ ۶۰ھ / ۶۶۱ ـ ۶۷۹ء | حضرت معاویہؓ کے زمانہ میں ذمیوں کے

حقوق کا بہت لحاظ رکھا گیا۔ ان کے معاہدہ کا پورا احترام کیا جاتا تھا۔

مصر کے گورنر عقبہ بن نافعہ فہری کو تھوڑی سی زمین کی ضرورت پڑی تو حضرت معاویہؓ کی اجازت سے انہوں نے ایک ایسی زمین کا انتخاب کیا جو پڑتی تھی اور جس کا کوئی مالک نہ تھا۔ ان کے غلام نے عرض کی کہ "کوئی اچھی سی زمین پسند کریں" عقبیؓ نے جواب دیا کہ یہ نہیں ہو سکتا۔ ذمیوں سے جو معاہدہ کیا گیا ہے۔ اس میں ایک شرط یہ بھی ہے کہ ان کی زمین ان کے قبضے سے نہ نکالی جائے۔ (مقریزیؒ بحوالہ تاریخ اسلام شاہ معین الدین احمد ندوی طبع پنجم ص۲۲)

حضرت معاویہؓ کے عہد میں حرمین کے لئے جو غلہ مصر سے جاتا تھا وہ نقد قیمت ادا کر کے خریدا جاتا تھا۔ ذمی کاشت کاروں پر قطعاً اس کا کوئی بار نہ تھا۔ حضرت معاویہؓ نے اپنی مسیحی رعایا کیساتھ جس حسن سلوک کو روا رکھا اس کو بازنطائنی فرمانروایاں کے طرز عمل کیساتھ ساتھ ملا کر دیکھا جائے تو معلوم ہو سکتا ہے کہ امیر معاویہؓ کس قدر فراخ دل رکھتے تھے۔ (نگار سالنامہ ۱۹۴۰ء)

حضرت عمرؓ کے زمانہ میں یوحنا کے گرجے کے پاس مسجد تعمیر ہوئی تھی۔ امیر معاویہؓ نے گرجے کو بھی شامل کر لینا چاہا، لیکن عیسائی راضی نہ ہوئے۔ اس لئے خیال ترک کر دیا۔ (بلاذری)

امیر معاویہؓ نے اپنے زمانہ میں متعدد غیر مسلموں کو ذمہ داری کے عہدوں پر مامور کیا۔ چنانچہ ابن آثال نصرانی کو حمص کا کلکٹر مقرر کیا (یعقوبی) اور سرجون بن منصور رومی کو اپنا سیکرٹری (کاتب) بنایا۔ (طبری بحوالہ تاریخ اسلام)

سر تھامس آرنلڈ کا بیان ہے کہ امیر معاویہؓ کی فیاضی کی نظیر نہیں مل سکتی انہوں نے الرہا کے گرجا کو عیسائی رعایا کی درخواست پر دوبارہ تعمیر کرا دیا۔ (فتلے پہلی جلد ص۲۸۴ دعوت اسلام) (پریچنگ آف اسلام)

عبدالملک بن مروان (۶۵ — ۸۶ھ / ۶۸۶ — ۷۰۵ء) | سر آرنلڈ کا بیان ہے کہ متعدد واقعات عیسائی اور مسلمان مورخوں سے دریافت ہوتے ہیں کہ نئے گرجے تعمیر ہوئے۔ چنانچہ خلیفہ عبدالملک کے عہد خلافت میں الرہا کے شہر میں ایک نیا گرجا تعمیر ہوا۔ اور دو اور گرجے مصر کے شہر الفسطاط میں تعمیر ہوئے۔ ایک گرجا جو سینٹ جارج کے نام سے بنایا گیا۔ حلوان میں جو الفسطاط کے قریب گاؤں ہے، تعمیر ہوا۔ (میکل لے گرینڈ ص۲۴۷ / اڈنکیوس قوم ۲ ص۲۴۹ — دعوت اسلام)

اکثر عیسائی مناصب جلیلہ پر ممتاز ہوئے۔ چنانچہ ایک مسیحی عرب جس کا نام اخطل تھا، دربار کا شاعر تھا۔ اور سینٹ یوحنا دمشقی کا باپ خلیفہ عبدالملک کا مشیر گذرا ہے۔ (دعوت اسلام)

یوحنا ترک دنیا کر کے یروشلم کے نواح میں خانقاہ مارصبا میں داخل ہونے تک اس منصب پر فائز رہے۔ دربار میں موجودگی کے زمانے میں وہ ان بحث مباحثوں میں حصہ لیا کرتے تھے۔ جو عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان دونوں کے مذاہب کے محاسن کے متعلق ہوا کرتے تھے۔ (عرب دنیا)

ولید بن عبدالملک (۸۶ — ۹۶ھ / ۷۰۵ — ۷۱۳ء) آرنلڈ نان کریمر کے حوالے سے لکھتا ہے کہ ۷۱۱ء میں ایک یعقوبی کلیسا انطاکیہ میں خلیفہ ولید کے حکم سے تعمیر ہوا تھا۔ (دعوتِ اسلام)

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ (۹۹ — ۱۰۱ھ / ۷۱۷ — ۷۱۹ء) حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے ذمیوں کی اور مسلمانوں کی جان و مال کی حفاظت میں ذرہ برابر فرق نہیں کیا۔ اور نہ ان کے مذاہب میں دست اندازی کی۔ ان کے لئے ہر قسم کی آسانیاں مہیا کیں اور جزیہ کی وصولی میں سہولت پیدا کی عمال کو اکثر ذمیوں کے متعلق احکام صادر فرمایا کرتے تھے۔ ایک بار عدی بن ارطاۃ کو لکھا کہ :

"ذمیوں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرو۔ ان میں جو بوڑھا اور نادار ہو جائے، اسکی کفالت کا انتظام کرو۔ اگر اس کا رشتہ دار اس کی کفالت کر سکے تو اس کو حکم دو کہ اس کی کفالت کرے، ورنہ بیت المال سے انتظام کردو۔"

آپ نے عبدالحمید بن عبدالرحمٰن کو تحریر فرمایا تھا کہ :

"ذمی زمینداروں اور کاشت کاروں کی سہولت کا خیال رکھا جائے اور نرمی اور مہربانی کے ساتھ ان سے خراج وصول کیا جائے۔"

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ عیسائیوں کیساتھ بہت حسن سلوک فرماتے اور ان کی شکایتوں کو ہمیشہ دور کرنے کی کوشش کرتے۔ ابن عساکر نے لکھا ہے :

"عیسائی ان کے پاس آئے اور ان سے کہا "اسلامی فتح کے وقت جن بطریقوں کے محل بعض لوگوں کو دئے گئے ان میں گرجے بھی تھے۔ اس لئے یہ محل ہمیں واپس کر دئے جائیں، یہ ہمارے مقدس مقامات ہیں، عمر بن عبدالعزیز نے یہ سارے مقامات مسلمان امراء کے قبضہ سے نکال کر ان کے سپرد کر دئے (بحوالہ تہذیب و تمدن اسلامی۔)

ایک ضعیف عیسائی ذمی نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی خدمت میں شکایت کی کہ

"عباس بن ولید نے اسکی زمین پر قبضہ کر لیا ہے" عباس وہاں موجود تھا، آپ نے عباس سے جواب طلب کیا، عباس نے کہا کہ "اس زمین کو خلیفہ ولید نے مجھے جاگیر میں دیا ہے۔" مگر حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے زمین واپس کر دینے کا حکم دیا۔ کیونکہ ولید کو کسی ذمی کی ملکیت دوسرے کو دینے کا کوئی حق نہیں تھا۔

ذمی کے خون کی قیمت مسلمانوں کے خون کے برابر قرار دی۔ ایک بار حیرہ کے ایک مسلمان نے ایک ذمی کو قتل کر دیا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے حیرہ کے حاکم کو لکھا کہ قاتل کو فوراً مقتول کے ورثہ کے حوالہ کر دو، وہ چاہیں قتل کریں، چاہیں معاف کر دیں اس حکم پر قاتل کو مقتول کے ورثہ کے حوالے کر دیا گیا، اور انہوں نے اسے قتل کر دیا۔

کوئی مسلمان ذمیوں کے مال پر دست درازی نہیں کر سکتا تھا، جو ایسا کرتا تھا، اسے پوری سزا ملتی تھی۔ ایک مرتبہ ایک مسلمان ربیعہ شعوذی نے ایک سرکاری ضرورت سے ایک نبطی کا گھوڑا بیگار میں پکڑ لیا اور اس پر سواری کی۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اس کو چالیس کوڑے لگوائے۔ (تاریخ اسلام جلد دوم)

اسلام کے سوا کسی اور مذہب میں اس قسم کی شاندار رواداری کی مثال شاذ و نادر ہی نظر آئے گی ــــــ

حضرت امیر معاویہؓ نے اپنے عہد حکومت میں دمشق کی جامع مسجد کی توسیع کے لئے اس کے پاس کا گرجا لینا چاہا تو عیسائیوں نے گرجا دینے سے انکار کر دیا۔ امیر معاویہؓ نے خاموشی اختیار کی۔ عبدالملک بن مروان نے بھی خواہش ظاہر کی اور عیسائیوں کو اس کا معاوضہ دینا چاہا مگر عیسائیوں نے اس بار بھی اسے منظور نہ کیا۔ عبدالملک بھی خاموش ہو رہا۔ خلیفہ ولید نے اپنے زمانہ میں ایک بڑی رقم دینا چاہی، پھر بھی عیسائی رضامند نہ ہوئے۔ ولید کو سخت غصہ آیا اور اس نے کہا کہ "میں جبراً لوں گا" عیسائیوں نے کہا کہ جو کوئی گرجے کو توڑے گا وہ اندھا ہو جائے گا۔" اس بات سے ولید اور بھی مشتعل ہوا اور اس نے اپنے ہاتھ سے گرجا توڑنے کی ابتدا کی۔

اس طرح یہ گرجا مسجد میں شامل ہو گیا۔ جب عمر بن عبدالعزیزؒ خلیفہ ہوئے تو عیسائیوں نے گرجے کی واپسی کی درخواست دی۔ امیر المومنین نے دمشق کے عامل کو حکم دیا کہ: "گرجا واپس کر دیا جائے" مسلمانوں کو خلیفہ کے اس حکم سے بہت رنج ہوا کہ جس جگہ انہوں نے ایک مدت تک نماز ... وہ عیسائیوں کو دے دی جائے۔ انہوں نے عیسائیوں کی خوشامد کی اور کہا کہ اگر تم

تو شروع میں غوطہ دمشق کے جس قدر گرجے مسلمانوں کے قبضے میں رہ گئے ہیں وہ سب واپس کردئے جائیں گے۔ عیسائی اس پر راضی ہوگئے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کو اس کی اطلاع کی گئی اور تمام گرجے واپس کردئے گئے۔

ڈاکٹر سر تھامس آرنلڈ رقمطراز ہے:

"دمشق کی نسبت لکھا ہے کہ ایک حصہ اس کا حملہ کرکے فتح ہوا اور دوسرے حصہ نے خود اپنے تئیں مسلمانوں کے حوالے کردیا۔ یعنی ایک اسلامی سردار تو شہر میں مشرقی دروازہ سے بزور شمشیر داخل ہوا اور دوسرا مغربی دروازہ سے شہر میں گیا کہ حاکم دمشق اس کے سامنے اقبال اطاعت کرے۔ چونکہ دمشق پر ان دو طریقوں سے قبضہ ہوا اس لئے جس قدر گرجے شہر میں تھے، وہ عیسائیوں اور مسلمانوں میں برابر تقسیم ہوگئے۔ سینٹ یوحنا کا کلیسا بھی آدھا آدھا تقسیم ہوا اور اسی برس تک عیسائیوں اور مسلمانوں نے ایک چھت کے نیچے خدا کی عبادت کی۔ خلیفہ عبدالملک نے چاہا کہ کل گرجا کو مسجد بنا لے، لیکن عہدنامہ کی شرائط دیکھ کر اس قصد سے باز رہا۔ چونکہ گرجا میں عیسائی بلند آواز سے گایا کرتے تھے جس سے مسلمانوں کو بہت پریشانی ہوتی تھی اس لئے اور خلفاء نے بھی کثیر رقوم معاوضہ میں پیش کرکے کل گرجا پر قبضہ کرنا چاہا لیکن کامیابی نہیں ہوئی، مگر سنہ ۹ھ میں خلیفہ ولید نے وہ بات جبر سے حاصل کرلی جس کو اور خلفاء راستی سے حاصل نہ کرسکے تھے۔ چند سال کے بعد خلیفہ عمر ثانی (حضرت عمر بن عبدالعزیز) نے عیسائیوں کی فریاد کو سن کر کہ ان کے ساتھ کیسی بے انصافی ہوئی ہے، دمشق کے تمام گرجوں کو جو لڑائی کے زمانہ میں ضبط ہوتے تھے عیسائیوں کے لئے واگذاشت کردیا۔" (دعوت اسلام)

—— اسے کہتے ہیں حقوق کی نگہداشت۔ کیا ایسی مثال دنیا کی تاریخ میں مل سکتی ہے۔؟

اسلامی حکومت کے ابتدائی دور میں ذمیوں سے جو جزیہ وصول کیا جاتا تھا۔ اس سے اچھی خاصی آمدنی ہوجاتی تھی۔ لیکن جیسے جیسے وقت گذرتا گیا اور مختلف مقامات کے لوگ جوق در جوق مسلمان ہوتے گئے۔ جزیہ کی آمدنی بھی کم ہوتی گئی۔ خسارہ دور کرنے کے لئے عراق کے گورنر حجاج بن یوسف نے ایک نیا محصول نافذ کیا جو ذمیوں سے ان کے اسلام قبول کرنے

کے بعد بھی وصول کیا جاتا تھا نئے مسلمانوں پر یہ ٹیکس کچھ عرصے کے بعد سلطنت کے باقی حصوں میں بھی نافذ کر دیا گیا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز جب خلیفہ ہوئے تو انہوں نے ساری مملکت میں یہ ٹیکس منسوخ کر دیا۔ مصر کے گورنر حیان ابن شریح نے احتجاج کیا اور لکھا کہ "اسلام کا پھیلنا حکومت کے خزانہ کے لئے نقصان دہ ثابت ہو رہا ہے۔" خلیفہ اس پر سخت ناراض ہوئے۔ انہوں نے حکم صادر کیا کہ

"نئے اور پرانے کسی بھی مسلمان سے ٹیکس نہ لیا جائے۔ سب کو برابر سمجھا جائے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو لوگوں کی ہدایت کے لئے بھیجا تھا۔ ٹیکس وصول کرنے کے لئے نہیں" (ہسٹری آف اسلام بحوالہ قصص الاسلام)

اسامہ نامی ایک صوبہ دار نے عیسائیوں پر کچھ ظلم کیا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کو جب اس کی خبر ملی تو اسامہ کو پا بہ زنجیر حاضر ہونے کا حکم دیا۔ اور ان کی جگہ دوسرے صوبہ دار کو روانہ کرتے ہوئے نصیحت کی:۔

"انصاف کے معاملہ میں مسلم اور غیر مسلم کا خیال نہ کرنا۔ اور عیسائیوں کو ان کے گرجوں پر قابض رہنے دینا۔"

مسلمہ بن عبدالملک خاندان بنی امیہ کے دست و بازو تھا۔ اس نے ایک گرجا کے متولیوں کے مقابلے میں دعویٰ دائر کیا۔ فریق مقدمہ جو عیسائی تھے، اجلاس میں حسب قاعدہ کھڑے تھے۔ لیکن مسلمہ کو چونکہ خاندانی زعم تھا، اس لئے بیٹھ کر گفتگو کر رہا تھا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا:

"تمہارا فریق مقدمہ کھڑا ہے۔ اس لئے تم بیٹھ نہیں سکتے تم بھی اس کے برابر کھڑے ہو جاؤ یا کسی اور کو اپنا وکیل مقرر کر دو جو تمہاری طرف سے مقدمہ کی پیروی کرے۔"

مسلمہ کو کھڑا ہونا پڑا، مقدمہ کا فیصلہ مسلمہ کے خلاف ہوا، یعنی زمین گرجا کے متولیوں کو دلا دی گئی۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز نے حضرت حسن بصری سے سوال کیا تھا:

"کیا بات ہے کہ خلفائے راشدین نے ذمیوں کو محرمات کے ساتھ نکاح اور شراب اور سور کے معاملہ میں آزاد چھوڑ دیا۔؟"

جواب میں حضرت حسن بصری نے فرمایا:

"انہوں نے جزیہ دینا اسی لئے قبول کیا ہے کہ انہیں ان کے عقیدے کے

زندگی بسر کرنے کی آزادی دی جائے۔ آپ کا کام پچھلے طریقہ کی پیروی کرنا ہے نہ کہ نیا طریقہ ایجاد کرنا۔"

وفات کے وقت حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اپنے مقبرہ کے لئے جو زمین پسند کی، ایک عیسائی کی تھی، آپ نے اسے بلاکر خریدنا چاہا، اس عیسائی نے کہا "امیرالمومنین! بت کی ضرورت نہیں۔ ہمارے لئے تو یہ امر برکت کا باعث ہوگا۔" لیکن آپ نے نہ مانا، اور تیس دینار دے کر وہ زمین خریدلی۔

ہشام بن عبدالملک (۱۰۵-۱۲۵ھ/۷۲۳-۷۴۲ء) خلیفہ ہشام کے ایوان عدالت میں مسلم اور غیر مسلم سب برابر تھے۔ وابستگانِ دولت تک کسی پر دست تعدی دراز نہیں کرسکتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک نصرانی نے ہشام کے لڑکے محمد کے غلام کو کسی بات سے مارا، وہ زخمی ہوگیا۔ محمد کے خواجہ سرا نے اس کے بدلے میں نصرانی کو مارا۔ ہشام کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے فوراً خواجہ سرا کو طلب کیا۔ اس نے محمد کے دامن میں پناہ لی۔ لیکن ہشام کی سزا سے بچ نہ سکا۔ اس نے اسے سزا دی اور اپنے لڑکے کو تنبیہہ کی۔ (ابن اثیر۔ بحوالہ تاریخ اسلام جلد دوم)

ایک عیسائی نے خلیفۂ وقت ہشام کے خلاف قاضی کی عدالت میں مقدمہ دائر کیا۔ جب خلیفہ عدالت میں حاضر ہوا تو قاضی نہ صرف یہ کہ اس کی تعظیم کے لئے کھڑے نہیں ہوئے بلکہ اسے مدعی کے ساتھ کھڑے ہونے کا حکم دیا۔ خلیفہ ہشام نے اپنی جانب سے وکیل رکھنے کی اجازت چاہی۔ لیکن قاضی نے اجازت نہیں دی۔ خلیفہ برہم ہوکر مدعی کے خلاف سخت جملے استعمال کرنے لگا، قاضی نے خلیفہ کو خاموش رہنے کی ہدایت کی اور کہا کہ "دوبارہ اگر ایسی حرکت کی تو میں تمہیں سزا دئے بغیر نہیں چھوڑوں گا۔" خلیفہ خاموش ہوگیا۔ عیسائی مدعی کا دعویٰ درست ثابت ہوا، اور قاضی نے خلیفہ کے خلاف فیصلہ دیا۔

آرنلڈ ابن خلکان کے حوالہ سے بیان کرتا ہے کہ خالد القسری جو عیسائی تھا، اور ۷۲۴ء سے ۷۳۸ء تک عراق عرب و عراق عجم کا حاکم رہا تھا۔ اپنی ماں کے لئے ایک کلیسا تیار کیا۔ (دعوتِ اسلام)

خلیفہ ہشام کے عہد میں عبیداللہ بن حجاب نے سوڈان فتح کرنے کے بعد اعلان کیا:

"سب کو جان و مال کی امان دی جاتی ہے، سوڈانیوں کی پچھلی کوتاہیوں پر ان سے کسی قسم کا انتقام نہیں لیا جائے گا۔ ان کے مذہب میں کسی قسم کی مداخلت

نہیں کی جائے گی جو سوڈانی اپنے آباؤ اجداد کے مذہب پر قائم رہنا چاہیں گے ان کو صرف جزیہ ادا کرنا ہو گا۔ ان کا مال، ان کی جائداد بدستور محفوظ رہے گی، اور خلافتِ اسلامیہ ان کے جان و مال کے تحفظ کی ذمہ دار ہو گی۔"

سر تھامس آرنلڈ کے الفاظ میں:

"پس اسطرح جان و مال کی حفاظت اور مذہبی آزادی کے ساتھ رہ کر عیسائی قوموں نے اور خاص کر ان عیسائی قوموں نے جو شہروں میں آباد تھیں، ابتدائی دورِ خلافت میں نہایت آسائش اور ترقی سے زندگی بسر کی۔" (دعوتِ اسلام)

ماہنامہ الحق کی چند ایجنسیاں

ڈھاکہ۔ مدرسہ اشرف العلوم
" ۔ مولانا حبیب الرحمٰن کراتی ٹولہ
کراچی ۲۸۔ محمد امین صاحب شیر شاہ کالونی
راولپنڈی۔ پنجاب نیوز ایجنسی چوک فوارہ
" جامعہ اسلامیہ کشمیر روڈ
" عزیزیہ بکسٹال صدر مارکیٹ
" طلعت محمود صدیقی محلہ امام باڑہ
پشاور۔ نیو سنز قصہ خوانی بازار
" افضل نیوز ایجنسی چوک یادگار
لاہور۔ کاشانۂ ادب انارکلی
میر پور خاص۔ ادارہ فروغ عربی سٹلائٹ ٹاؤن
کمالیہ۔ پاکستان بکسٹال لاری اڈہ
ہری پور۔ امجد نیوز ایجنسی
بنوں۔ قاری حضرت گل مسجد حق نواز
چنیوٹ۔ شیر زمان چوکی روڈ

مردان۔ انٹرنیشنل بک ایجنسی بنک روڈ۔
بورے والا۔ ماسٹر محمد اقبال ناظم مکتبہ قاسمیہ
واہ کینٹ۔ محمد مشتاق شمسی
احمد پور شرقیہ۔ فردوس بک ڈپو
چکوال۔ منیر اقبال نیّر
سکھر۔ مکتبۂ شبلی النور چیمبرز
جھنگ صدر۔ مکتبۂ حلیمیہ شیخ لاہوری۔
جہانگیرہ روڈ۔ غفور نیوز ایجنسی نزد جی ٹی روڈ
ایبٹ آباد۔ میر محمد نیوز ایجنٹ مین بازار
چشتیاں۔ اکبر علی صاحب غلہ منڈی
کوہاٹ۔ مستقیم شاہ صاحب بازار کوہاٹ
صادق آباد۔ منور حسین ضیاء بھٹی سکول بازار
لکی مروت۔ محمد معصوم صاحب
بھکر۔ اعظم بک ڈپو، اردو بازار
بہاولپور۔ اسلام نیوز ایجنسی بہاولپور